اسلام آباد میں برطانوی باشندے کا غیر قانونی فوجی ٹریننگ سینٹر

سیف اللہ خالد

اسلام آباد میں غیر ملکی شہریوں کی یلغار اور ان کی مشکوک سرگرمیوں نے متعلقہ اداروں کو چوکنا کر دیا ہے۔ وزارتِ داخلہ نے گزشتہ روز ایک خط میں آئی جی اسلام آباد سے کہا ہے کہ وہ اسلام آباد کے مہنگے اور حساس سیکٹروں میں غیر ملکیوں کی دھڑا دھڑ آباد کاری کا نوٹس لیں اور اس حوالے سے مکمل تحقیقات کے بعد اپنی رپورٹ پیش کریں۔ اس حوالے سے بعض ذرائع کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ غیر ملکی شہریوں کی تعداد میں یہ تشویشناک اضافہ گزشتہ دو سے تین ماہ میں ہوا اور تقریباً تین سو غیر ملکیوں نے، جن میں زیادہ تعداد اسرائیلی اور برطانوی شہریوں کی ہے، مہنگے کرائے کے مکانات حاصل کر لیے ہیں۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ ان مکانات کا کرایہ ڈالرز اور پونڈز میں ادا کیا جاتا ہے اور یہ تمام گھر ایک نجی سکیورٹی ایجنسی نے کرایہ پر لے کر دیئے ہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق بعض جگہ پر مقامی لوگوں نے شکایت کی ہے کہ ان مکانات میں کوئی نہیں رہتا۔ البتہ رات کے وقت مشکوک قسم کی سرگرمیوں، گاڑیوں کی آمد ورفت اور چیزیں اتارنے چڑھانے کی آوازیں آنے کے سبب خوف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں اسلام آباد پولیس کو وزارت داخلہ نے تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ دوسری طرف اسلام آباد میں ایک اور خوفناک اسکینڈل سامنے آیا ہے کہ ایک نجی سکیورٹی ایجنسی جس کا صدر دفتر ایف 6 سیکٹر کے حساس علاقے میں واقع ہے۔ پاک آرمی کے ایس ایس جی سے تعلق رکھنے والے ریٹائرڈ جوانوں، جے سی اوز، این سی اوز اور ریٹائرڈ افسروں کو بھرتی کرتی ہے، جنھیں غیر ملکی تربیت دیتے ہیں۔ ''امت'' کی تشویش اور تحقیق کا آغاز 2 / اگست کے ایک قومی روزنامہ میں شائع ہونے والے اشتہار سے ہوا۔ جس میں پاک فوج سے ریٹائرڈ ہونے والے ایس ایس جی کے لوگوں کو پُرکشش تنخواہ کا لالچ دیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں رابطہ کرنے پر یہ انکشافات سامنے آئے کہ مذکورہ کمپنی خود ایس ایس جی کے ایک ریٹائرڈ کیپٹن زیدی چلا رہے ہیں۔ جن کا اعلیٰ حلقوں میں اثر ورسوخ بہت زیادہ ہے۔ اس دوران ''امت'' کا اپنے ذرائع سے وہاں موجود ایس ایس جی کے ایک ریٹائرڈ جے سی او سے رابطہ ہوا، جو تربیت حاصل کرنے کے بعد ڈیوٹی کا منتظر تھا۔ ''امت'' سے تھوڑی سی بات چیت کے بعد سابق کمانڈو نے انکشاف کیا کہ وہ اپنی ضروریات کے حوالے سے پریشانی کے سبب یہ نوکری کر رہا ہے ورنہ اسے کمپنی کے معاملات مشکوک دکھائی دیتے ہیں۔ کمانڈو سے دستیاب معلومات کو جب دیگر ذرائع سے چیک کیا گیا اور کمپنی کے رواتِ میں واقع تربیتی مرکز کے قریب ایک بظاہر موٹر ورکشاپ کا چکر لگایا گیا تو صورتحال واضح ہوگئی کہ مذکورہ سکیورٹی ایجنسی دراصل ایک غیر ملکی مافیا کا حصہ ہے جسے ایک برطانوی شہری میتھیو چلا رہا ہے۔

میتھیو کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اس کا تعلق برطانوی فوجی کمانڈوز کے ادارے ایس اے ایس سے ہے۔ ذرائع جو بعض تحفظات اور خوف کے سبب نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے ان سے دستیاب تفصیلات اور ذاتی طور پر تربیتی مرکز کو دیکھنے کے بعد جو معلومات سامنے آئی ہیں، ان کے مطابق اخبار میں اشتہار اور کیپٹن زیدی کے ذاتی روابط کے ذریعے امیدوار سیکٹر F/6 میں اکٹھے کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے تحریری امتحان، جسمانی ٹیسٹ وغیرہ لے کر انھیں ایک کڑے انتخاب سے گزرا جاتا ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ مارچ 2009ء میں بھی اس طرح کے ایک اشتہار کے ذریعے 100 افراد کو بھرتی کیا گیا تھا۔ وہ مختلف جگہوں پر اس نجی سیکیورٹی کمپنی کی یونیفارم پہن کر ڈیوٹی کرتے رہے۔ بعدازاں ان میں سے 42 افراد کو منتخب کر کے 10 جولائی سے تربیت کا آغاز کیا گیا جو 30 جولائی تک جاری رہی۔ یہ تربیت اسلام آباد سے 14 کلومیٹر دور جی ٹی روڈ پر واقع رواں انڈسٹریل اسٹیٹ میں دی جاتی ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ بھرتی شدہ افراد کو بڑی گاڑیوں میں بھر کر سیکٹر F/6 میں کمپنی کے ہیڈکوارٹرز سے روات لے جایا گیا۔ وہ انڈسٹریل ایریا میں کارا ینڈ کرافٹ آٹو موبائل ورکشاپ میں ٹھہرے اور اس جگہ انھیں تربیت دی گئی۔

تربیت حاصل کرنے والے ایک صاحب نے بتایا کہ انھیں ٹریننگ دینے والے 5 سے 6 افراد میں میتھیو اور اس کے 4 برطانوی ساتھی شامل ہیں۔ جبکہ ایک بھارتی باشندہ بھی تربیت دینے والی ٹیم کا حصہ ہے۔ یہ لوگ شلوار قمیض پہنتے ہیں اور انھوں نے داڑھیاں بھی رکھی ہوئی ہیں۔

30/ جولائی تک تربیت حاصل کرنے والے بیج کو 31/ جولائی کو صوبہ سرحد روانہ کر دیا گیا۔ جہاں انھیں برطانوی قونصلیٹ سے رابطہ کرنے کو کہا گیا ہے۔ جبکہ قریباً اتنے ہی افراد پر مشتمل ایک دوسرا بیج بھی اگست کے آغاز سے تربیت شروع کر چکا ہے۔ تربیت دینے والی اس ٹیم کا سربراہ میتھیو برطانوی فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد کابل میں امریکی نجی دہشت گرد فورس بلیک واٹر کا حصہ رہا ہے۔ بعدازاں یہ ایک این جی او سے وابستہ ہو کر فاٹا آ گیا اور ان دنوں روات میں ایک تربیتی مرکز چلا رہا ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ سیٹ اپ بھی بلیک واٹر کا ہی ایک حصہ ہوسکتا ہے یا اسی طرح کا کوئی اور نیٹ ورک ہے جس میں شامل ہونے والے لوگوں کو دورانِ ٹریننگ 16 ہزار، بعد میں 40 ہزار تنخواہ اور دیگر سہولیات دی جاتی ہیں۔ ایک تربیت یافتہ کمانڈو نے بتایا کہ انٹرویو کے دوران اس سے پوچھا گیا کہ کیا وہ غیر ملکیوں کے ساتھ رہنا اور کھانا پینا پسند کرتا ہے۔ اگر اس کی ڈیوٹی کے دوران نماز کا وقت آ جائے اور نماز پڑھنے نہ دی جائے تو اس کا ردِّ عمل کیا ہوگا۔ کیا اس نے کبھی مجاہدین کے ساتھ کام کیا ہے۔ تربیت یافتہ کمانڈو نے بتایا کہ انٹرویو اور ٹیسٹ کے وقت کیپٹن زیدی کے ساتھ ساتھ برطانوی اور امریکی افسران بھی موجود ہے۔ منتخب ہونے والوں کو لال مسجد کے قریب ایک ریسٹ ہاؤس میں بلایا گیا۔ بعد میں ایک نزدیکی ہوٹل میں جمع کر کے انھیں روات پہنچا دیا گیا۔ یہاں کسی کو بھی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ ذرائع نے بتایا کہ سکیورٹی گارڈ کے طور پر بھرتی کیے گئے ان لوگوں کو چھاپہ مارنے، گھات لگا کر حملہ کرنے، چھوٹے ہتھیاروں سے ہدف کو نشانہ بنانے اور دھماکہ خیز مواد کے استعمال کی تربیت دی گئی اور تربیت میں زیادہ استعمال

ماڈرن ٹیکنالوجیز کا ہوا۔ ذرائع کے مطابق انھیں سب سے پہلے ایسی فلمیں دکھائی گئیں جن میں لال مسجد آپریشن، پاکستان کا پرچم جلائے جانے کی فوٹیج اور دیگر ایسی فوٹیج دکھائی گئیں جن میں غیر ملکیوں کے ہاتھوں پاکستانیوں کی تحقیر و تذلیل شامل تھی۔ اس دوران تربیت دینے والے مسلسل ایک بات کا احساس دلاتے رہتے کہ یہ ہو تم پاکستانی۔ کیا حیثیت ہے تمہارے پاکستان کی۔ تربیت حاصل کرنے والوں کے مطابق نفسیاتی طور پر تمام تربیت حاصل کرنے والوں کو پاکستانی کی حیثیت سے شرمندہ ہونے پر مجبور کیا گیا اور پھر انھیں کہا گیا کہ عزت کی خاطر ہمارے ساتھ جینا سیکھ لو۔ پھر مختلف تربیتی مشقیں کرائی گئیں اور تربیت مکمل ہونے کے بعد پہلا بیج صوبہ سرحد روانہ کر دیا گیا ہے۔

بعد ازاں نمائندہ ''امت'' نے جب تربیتی مقام کا خود جا کر جائزہ لیا تو تربیت حاصل کرنے والے لوگوں کی باتوں کی تصدیق ہوگئی۔ اسلام آباد سے 14 کلومیٹر دور لاہور کی جانب جی ٹی روڈ پر روات انڈسٹریل ایریا کے مین گیٹ سے اندر پونے 4 کلومیٹر کے فاصلے پر کارانیڈ کرافٹ آٹوموبائل کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ اس بورڈ کے پاس سے سیدھے ہاتھ پر مڑیں تو نصف کلومیٹر کے فاصلے پر کارانیڈ کرافٹ کی وسیع عمارت ہے جس کے چاروں کونوں پر باقاعدہ چوکیاں بنا کر چاق و چوبند اور مسلح سکیورٹی گارڈ متعین کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دیواروں پر چاروں طرف برقی تار کے ذریعے اور خاردار تار لگا کر سکیورٹی کا انتظام کیا گیا ہے۔ سرخ اینٹوں سے بنی عمارت کے دروازے پولیس تھانوں کی طرح نیلے اور سرخ ہیں جبکہ سبز ترپال ڈال کر بعض حصوں کو چھپایا گیا ہے۔ بلڈنگ کے سامنے کی سائیڈ پر 6 کیمرے نصب ہیں۔ دو کونوں پر اور 4 کیمرے دو گیٹوں پر لگے ہیں۔ اتنے ہی کیمرے پچھلی جانب نصب ہیں۔ فرنٹ سائیڈ اور بیک سائیڈ پر ایک ایک کارواش والے ملازموں کے بجائے آتشیں اسلحہ لیے گارڈز تعینات ہیں۔ کسی آٹوموبائل کمپنی میں سکیورٹی کا اس طرح کا نظام ناقابل فہم ہے۔ نمائندہ ''امت'' جب گھوم کر عمارت کی پچھلی سمت گیا تو گارڈ کو نہ صرف مستعد بلکہ تشویش زدہ اور باقاعدہ گھورتے ہوئے پایا۔ اس موقع پر نمائندہ ''امت'' کے ساتھ موجود ایک تربیت یافتہ کمانڈو نے خبردار کیا کہ اس عمارت میں ایسا سکیورٹی نظام نصب ہے کہ ایک کلومیٹر تک کے فاصلے پر ہونے والی نقل و حرکت مانیٹر کی جاتی ہے اور ایک کلومیٹر کے دائرے میں زیر استعمال ہر موبائل کال سنی جاتی ہے۔

''کارانیڈ کرافٹ ورکشاپ'' کا ایک جائزہ ہی یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ اس ویرانے میں جہاں دور دور تک کوئی متنفس دکھائی نہیں دیتا، یہ عمارت کس کام کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔ سکیورٹی ماہرین نے خدشے کا اظہار کیا ہے کہ بلیک واٹر پاکستان میں متحرک ہے اور یہ بھی اسی طرح کی کوئی چیز ہے جس کے سبب ملک میں بلوے اور قتل و غارت کی وارداتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ سوال یہ ہے کہ حکومت کی ناک کے نیچے یہ سب کچھ کیوں برداشت کیا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے وزارتِ داخلہ کے ایک ذریعے نے بتایا کہ حکومت جلد اس سلسلے میں اقدامات کا ارادہ رکھتی ہے۔ مگر امریکی اثر و رسوخ کے آگے اس کا بس شاید نہ چل سکے۔ اس رپورٹ کی تیاری کے دوران مذکورہ سکیورٹی ایجنسی اور کیپٹن زیدی سے رابطہ کر کے ان کا مؤقف لینے کی متعدد بار کوشش کی گئی مگر کوئی بھی بات کرنے پر آمادہ نہیں ہوا۔ سکیورٹی ایجنسی کے ٹیلی فون نمبرز پر بھی کال کسی نے اٹینڈ نہیں کی۔　　(مطبوعہ: روزنامہ ''امت'' کراچی 6 / اگست 2009ء)